رہنمائی وقیادت ہی کو حاصل ہے۔ اور اسے ہم کسطرح بیان کریں کہ کشمیر کے زبردست رہنما اور کشمیری عوام کے دلوں پر عرصۂ دراز تک راج کرنے والے شیخ محمد عبداللہ کی قبر تک کی حفاظت کے لالے پڑ گئے تھے پولیس کے ذریعے ہی ان کی قبر کی حفاظت کرکے اسے اب تک محفوظ رکھا جا سکا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب کسی حد تک کشمیر میں حالات سازگار ہو رہے ہیں اور توقع ہے کہ جلد از جلد کشمیر پھر اپنی سابقہ شان وشوکت کی طرف لوٹے گا جس کے لئے وہ مشہور ہے اور پوری دنیا میں اسے جنت نشان سے یاد کیا جاتا ہے۔ کشمیر کے ذکر کے ساتھ قدرتی طور پر ہمارے ذہن میں مندرجہ ذیل واقعہ تازہ ہو گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے پتہ چلے گا کہ کشمیری عوام کس قدر انسانیت کے پرستار ہیں اور وہ اسلامی تعلیمات کے سچے پیرو کار ہیں اور اسلامی ورثہ، اسلامی تہذیب وتمدن کے صحیح معنوں میں امین ہیں ان میں اسلامی تعلیمات کی پیروی کے تحت اپنے غیر مسلم بھائیوں کی بھلائی وبہتری اور ان کی خدمت کرنے کی تڑپ ہر وقت دل میں رہتی ہے۔

"حاجی احمداللہ مرحوم ومغفور سری نگر کشمیر کی ایک قابل لحاظ قابل احترام مخیر و نیک دل اور مذہبی شخصیت ہوئے ہیں۔ ان سے متعلق ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے، سری نگر میں ان کی معمولی چھوٹی سی سوڈا واٹر کی ایک دوکان تھی ایک دن میں وہ حسب معمول دوکان پر بیٹھے تھے کہ انکی دوکان کے سامنے والی سڑک پر سے ایک تانگہ گرتا پھسلتا ہوا گرا اس میں ایک پورا ہندو پریوار جو اپنے آبائی وطن کلکتہ سے سری نگر گھومنے آیا ہوا تھا، بیٹھا تھا وہ سب تانگے سے ایسے گرے کہ ان کے ہاتھ، پاؤں، کمر، پیٹ سب جگہ سخت چوٹیں آئیں۔ پردیس اور وہ بھی مسلم علاقہ میں ہندو پریوار کا کوئی شناسا ہی نہ تھا، اب زندگی کی امید اس کے سامنے ختم موت ہی موت دکھائی دے رہی ہے مگر نہیں۔ جہاں حاجی احمداللہ جیسی نیک دل ہستیاں موجود ہوں وہاں نہ کوئی ہندو ہونے کی وجہ سے اجنبی ہے اور نہ کوئی اور دوسرے مذہبی ہونے کی وجہ سے بیگانہ! حاجی احمداللہ اپنی دوکان کو کھلی چھوڑ، چوری چاری کی پرواہ کئے بغیر، تانگے سے گری شدید چوٹوں میں مبتلا درد سے کراہ رہی، سواریوں کی امداد کو لپکے اپنے سہارے سے انھیں اٹھایا اور اپنی دوکان میں چارپائی کا کسی نہ کسی طرح ارجنٹ انتظام کرکے انھیں اس

اٹھا کر دوکان کی صندوقچی میں سے سب کچھ پونجی نکال جیب میں رکھ کر ڈاکٹر کو لینے چلے گئے بھاگم بھاگ ڈاکٹر آئے تانگے سے گری سواریوں کو اچھی طرح دیکھا بھالا، مرہم پٹی اور ضروری علاج ومعالجہ کیا۔ ڈاکٹر کے ساتھ حاجی احمد اللہ خود بھی ان کی معاونت کے لئے لگے رہے۔ چوٹ اور درد کی شدت کی کمی ہوئی اور سواریوں کی جان میں جان آئی، ڈاکٹر نے حاجی احمد اللہ سے فیس طلب کی جو اس قدر زیادہ تھی کہ حاجی صاحب کے جیب میں اتنی رقم نہیں تھی بہر حال نیلدل ہمدرد انسانیت حاجی احمد اللہ نے اپنے کسی واقف کار پڑوسی سے کسی طرح قرض لیکر ڈاکٹر صاحب کی فیس ادا کردی۔ کئی روز تک ان کا علاج ہوتا رہا اور حاجی احمد اللہ ڈاکٹر اور دواؤں کے تمام اخراجات جسطرح بھی بن پڑے ادا کرتے رہے اور ان جان نہ پہچان مصیبت زدہ ہندو پریوار سواریوں کی اپنی سگی اولاد سے بھی زیادہ اچھی طرح تیمارداری کرتے رہے۔ ذرا تصور کیجئے ۱۹۳۸ء کے دور کا جبکہ کشمیر میں سیکولرزم کے لفظ کا کسی کو علم ہی نہ تھا اسلامی معاشرہ وماحول کا بول بالا تھا اب ان کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ یہ غیر مسلم بھائی بہن ہیں انکا کھانے وغیرہ کا انتظام انھوں نے بہت ڈھونڈ ڈھانڈ کر ایک کشمیری پنڈت کے یہاں اپنے پیسوں سے کرادیا۔ اچھے علاج ومعالجہ اور حاجی احمد اللہ جیسے فرشتہ خصلت انسان کی بے لوث خدمت اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ سب بالکل صحت یاب ہوگئے تو انہیں وطن کلکتہ پہنچانے کا انتظام کیا۔ مرحوم حاجی رحمۃ اللہ خود انھیں چھوڑنے اسٹیشن گئے پردیسی غیر مسلم پریوار ان کی انسانیت نوازی، ان کی خدمت، ان کی تیمارداری اور ان کے اچھے اخلاق برتاؤ کردار وعمل سے اس قدر متاثر تھے کہ بار بار وہ حاجی صاحب کا شکریہ ادا کررہے ہیں جواب میں حاجی احمد اللہ بار بار یہی کہتے رہے کہ یہ ان پر کوئی احسان نہیں بلکہ اپنا دینی، اخلاقی، انسانی فرض تھا۔ وداع ہوتے وقت پردیسی غیر مسلم پریوار کی ماں نے حاجی احمد اللہ کو گلے لگایا اور کہا کہ بیٹا میرے چھ بیٹے ہیں اور ساتواں بیٹا میرا تو ہے۔ ہم کلکتہ کے رہنے والے ہیں یہ میرا بڑا لڑکا ہے اس کا نام شیاما پرشاد مکرجی ہے یہ تیرا بھائی ہے کلکتہ میں اس کا نام لیکر ہمارے مکان کا پتہ ہر شخص بتادے گا تم کلکتہ ضرور ضرور آنا۔ اور ہمارے گھر ہی پر ٹھہرنا ــــــ بات آئی گئی ہوگئی، اس واقعہ کو سالہا سال بیت گئے حاجی احمد اللہ کی سوڈا واٹر کی دوکان کسی وجہ سے ختم ہوگئی۔

اب وہ کسی دوسرے کام کی تلاش میں سری نگر سے باہر دوسرے شہروں کی طرف نکل پڑے۔ کلکتہ بھی گئے تو انہیں اپنے ان ہی جان نہ پہچان مصیبت زدہ غیر مسلم مہمانوں کا دل میں خیال آیا کلکتہ میں ان کا نام جیسے لوگوں کے سامنے لیا تو حاجی صاحب پر یہ بھید کھلا کہ ان کے جان نہ پہچان مہمان کوئی ایرے غیرے نہیں کلکتہ کے مشہور و معروف لوگ ہیں کوئی بیرسٹر ہے کوئی وکیل اور کوئی بہت بڑا بزنس مین۔ ان کی بہت بڑی حویلی نما کوٹھی کے دروازے پر زبردست پہرہ دیکھ کر حاجی صاحب دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ یہاں ہمیں کون پوچھے گا اور انہیں یاد بھی ہوگا یا کوئی پہچانے گا بھی نہیں۔ دل میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا اور وہ اندر جانے کے لئے دربان سے بات کرتے ہوئے ڈر رہے تھے کہ اتنے میں کوٹھی کے دربان نے ایک مسلمان کو ہندو کوٹھی کے سامنے اس طرح کھڑے دیکھا تو ڈانٹ ڈپٹتے ہوئے پوچھا کہ تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔ دربان اور حاجی صاحب کے درمیان یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ حویلی نما کوٹھی سے کوئی نکلا تو اس نے لپک کر حاجی کو گلے سے لگا لیا کہ تم یہاں باہر کیسے کھڑے ہو اندر کیوں نہیں آئے۔

دربان یہ نظارہ دیکھ کر خود ہی خوف زدہ اور حیران و ششدر! خوف زدہ اس لیے کہ جس طرح گھر کا ایک ممبر ان سے لپٹ کر ملا ہے اسے دیکھ کر سگے رشتے دار یا فیملی ممبر ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور حیران کہ ایک کٹر ہندو پریوار ایک اُجڈ سے مسلمان کا کس طرح گلے لگا کر استقبال کر رہا ہے۔ حاجی احمد اللہ صاحب اندر کوٹھی میں گھستے ہیں کہ سب چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ ہمارا بھائی آگیا ہمارا بھائی آگیا اور ماں وہ تو بس دیکھتے ہی لپٹ گئیں کہ ارے بیٹا تو کب آیا چل نہا دھو اور پہلے کھانا کھا آرام کر پھر تجھ سے باتیں کریں گے پہلے تو اپنی تھکان دور کر اتنے لمبے سفر سے آیا ہے۔ پھر کوٹھی کے سارے ہی ممبر یعنی ایک ہندو پریوار کے سارے کے سارے لوگ اپنے مسلمان بھائی بیٹے کی خاطر داری اور خدمت میں ایک ٹانگ سے خوشی و مسرت سے ناچتے گاتے جھومتے جُٹ گئے۔ حاجی احمد اللہ کی آنکھیں بھر آئیں اور انھیں معلوم ہوا کہ انسانیت محبت کیا شئے ہے ہندو گھر میں انھیں بالکل اپنا پن ملا۔ یہاں یہ اور سن لیجئے کہ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی ملک کی مشہور ہستی اور ایک ہندو جماعت جن سنگھ کے بانی اور آر ایس ایس کے زبردست لیڈر ـــــ اور ان کا ایک بھائی سب سے پیارا سب سے دُلارا مسلمان حاجی احمد اللہ!

[illegible] میں اسلامی تعلیمات کی پیروی کے نتیجہ میں اعلیٰ عمل و کردار ــــ سری نگر کے مسلمان خاندان کا کلکتہ کے ہندو پریوار سے میل جول پروان چڑھا۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے مشورے و تعاون سے حاجی احمد اللہ نے کشمیری شالوں کا کاروبار شروع کیا اور حاجی احمد اللہ مرحوم و مغفور ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ایک ہندو بھائی کے تعاون و مشورے سے شالوں کا کاروبار دن دوگنی و رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور ان کی اولاد اپنی نیک و حلال کمائی سے دین اسلام کی انسانیت و عظیم خدمات انجام دے رہی ہے اور یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ بنی نوع انسانی کو ان سے کب تک فیض حاصل ہوتا رہے گا ــــ اس سلسلے میں ایک ذکر اور سن لیجئے۔ کسی کام سے ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کو لاہور جانا پڑا حاجی احمد اللہ نے لاہور میں ان کی اجنبیت محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک دوست تاج الدین صاحب، جن کا لاہور میں کپڑے کا بڑا کاروبار تھا کے نام ایک تعارفی خط لکھا اور ڈاکٹر مکرجی سے کہا کہ تم کو لاہور میں رہنے ٹھہرنے کھانے وغیرہ کی ہر سہولت انشاء اللہ یہ دوست مہیا کریں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر مکرجی لاہور اسٹیشن سے سیدھے تاج الدین کی دکان پر تانگہ لے کر پہنچے۔ اور جب انہوں نے حاجی احمد اللہ کا خط پڑھا اور اسمیں شاما پرشاد مکرجی کا نام دیکھا تو تانگہ ہی سے سیدھے اپنے خرچہ پر لاہور کے عالی شان ہوٹل میں ان کے رہنے ٹھہرنے کا معقول انتظام کیا جتنے دن بھی وہ لاہور رہے تاج الدین صاحب ان کی میزبانی میں جٹے رہے رہنے کھانے وغیرہ کے تمام اخراجات مہمان کے بار بار منع کرنے کے خود ہی ادا کرتے رہے۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہے اپنا کام پورا کرنے کے بعد ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی تاج الدین صاحب کا احسان و شکریہ ادا کرتے ہوئے خوشی خوشی لاہور سے رخصت ہوئے۔ تاج الدین صاحب نے اپنا اسلامی فرض سمجھتے ہوئے غیر مسلم مہمان کی ہر طرح خاطرداری و دلجوئی کی اس لئے انہوں نے حاجی احمد اللہ سے غیر مسلم مہمان کی آمد وغیرہ کا کوئی تذکرہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن حاجی احمد اللہ کو دل ہی میں بڑا کھٹکا لگا رہا کہ تاج الدین ڈاکٹر مکرجی کو ملے یا نہیں اور اگر ملے تو ان کی مہمان نوازی میں کوئی کوتاہی تو نہ کی۔ اور اگر خدانخواستہ تاج الدین صاحب نے لاہور میں ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے ساتھ بے رخی برتی تو پھر کسقدر بری شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا ایک مسلمان کے بارے میں انکے دل میں اتنا اچھا خیال، اور دوسرے مسلمان کے بارے

میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوگا؟ اس فکر و پریشانی میں مبتلا ایک دن حاجی احمد اللہ کی ڈاکٹر
رشا مکرجی سے اچانک ملاقات ہوگئی۔ اور انہوں نے لاہور میں اپنے قیام کے دوران
تاج الدین کی مہربانی ان کی طرف سے ہر طرح کی سہولیات سکھ و آسائش پہنچانے کا شکریہ
کے ساتھ ذکر کیا۔ بار بار تاج الدین صاحب کے حسن سلوک کی تعریف سن کر حاجی صاحب کا
دل مطمئن ہوا احساس مسرت سے دل بھر آیا۔ لاہور میں تاج الدین صاحب کو خط لکھا شکریہ ادا
کرنا چاہا جواب میں تاج الدین صاحب نے کہا کہ حاجی احمد اللہ! شکریہ کیسا؟ شکریہ تو
مجھے خود تمہارا کرنا ہے کہ تم نے مجھے ایک مثالی غیر مسلم کی خدمت کا موقع بہم پہنچایا۔ اور اس طرح
میں نے اسلامی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
کے بموجب غیر مسلم بھائی کی خصوصی دلجوئی و خاطر کر کے تبلیغ اسلام کا فرض پورا کیا — اللہ اکبر
یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نیکی و اسلامی کردار و عمل کی عظیم الشان مثال! حاجی احمد اللہ
کی عاقبت بھی سنور گئی اور دنیا میں بھی اللہ نے بہتری کے سامان پیدا کرائے۔ جس کشمیر میں حاجی
احمد اللہ جیسے شیدائی و پرستار اسلام نے جنم لیا ہو اس کشمیر میں کسی تشدد اور خرمن امن کو
برباد کرنے کی کوئی خبر پیدا ہوتی ہے تو اس سے ہر محب وطن اور شیدایان اسلام کے دل و دماغ
کو دھچکا ہی لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کشمیر میں جلد از جلد امن و امان قائم ہو اور کشمیری عوام ملک
و قوم کی خدمت و ترقی کے لئے برادران وطن کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر لگے رہیں!